

## از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: - 21 اکتوبر 1954

لکشمنا پانہوننتیپا جمکھنڈی

بنام

یونین آف انڈیا دیگر

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، ایس آر داس، غلام حسن، بھگوتی اور وینکتاراما آئر

جسٹسز.]

ہندوستان کا آئین، آرٹیکلز-31, 32, 265- جائیداد کے حق سے محرومی۔ ٹیکس کے نفاذ یا وصولی کے بجائے۔ آرٹیکل کے ذریعہ عطا کردہ۔ 265- آیا آرٹیکل 32 کے ذریعے نافذ کیا جاسکتا ہے۔

حکم ہوا کہ، چونکہ آئین کے آرٹیکل 265 میں ایک خصوصی شق (1) میں موجود ہے کہ قانون کے اختیار کے علاوہ کوئی ٹیکس عائد یا وصول نہیں کیا جائے گا، آرٹیکل 31 کو ٹیکس کے نفاذ یا وصولی کے علاوہ جائیداد سے محرومی سے متعلق سمجھا جانا چاہیے اور آرٹیکل 265 کے ذریعے عطا کردہ حق آئین کے حصہ III کے ذریعے عطا کردہ بنیادی حق نہیں ہے، اس لیے اسے آرٹیکل 32 کے تحت نافذ نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے بعد راجلال بمقابلہ انکم ٹیکس افسر، موہندر گڑھ ([1951])

S.C.R پر انصار۔

سورج مل موٹھ اینڈ کمپنی بمقابلہ اے وی وشونا تھ شاستری (A.I.R) 1954.C154S کا حوالہ دیا گیا ہے۔

بنیادی دائرہ اختیار: پٹیشن نمبری 492 سال 1954.

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست.

بی سین، ای این شراف اور بی پی سنگھ. درخواست گزار کی طرف سے

ایم سی سیتلوا ڈھندوستان کے اٹارنی جنرل اور سی کے ڈیفٹری ہندوستان کے سالیسیٹر جنرل (ان کے ساتھ جی این جوشی، پی اے مہتا اور پی جی گوکھلے) جواب دہندگان کی طرف سے.

21 اکتوبر 1954۔ عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس مہر چند مہاجن نے سنایا.

چیف جسٹس مہر چند مہاجن :- یہ ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت آئین کے آرٹیکل 31(1) اور (f) 19(1) کے تحت بنیادی حقوق کے نفاذ اور مینڈمس اور ایسا سرٹیریری کی نوعیت میں رٹس جاری کرنے اور جواب دہندگان کو اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درخواست گزار کی جائیدادوں میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لیے مناسب ہدایات کے لیے ایک پٹیشن ہے.

درخواست ان حالات میں پیدا ہوتی ہے۔ درخواست گزار اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ٹڈی اور شراب فروشوں کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ان میں سے ایک بھائی بس سروس چلاتا تھا اور کپاس اور قرضے کا بھی کاروبار کرتا تھا۔ تمام بھائیوں کے پاس زرعی اور غیر زرعی دونوں طرح کی وسیع جائیدادیں تھیں۔ اگرچہ تشخیص کے سال 1926-27 سے پہلے تمام بھائیوں کا ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے طور پر انکم

ٹیکس کا تخمینہ لگایا جاتا تھا، اس کے بعد سے 1946 تک ان کے درمیان مبینہ طور پر تقسیم کی وجہ سے ان کا الگ سے جائزہ لیا جاتا تھا۔ دسمبر 1946 میں انکم ٹیکس افسر نے ان کے خلاف دفعہ 34 کے تحت اس بنیاد پر کارروائی شروع کی کہ ان کی طرف سے قائم کردہ تقسیم کا معاملہ درست نہیں تھا اور درحقیقت ان کے درمیان کوئی تقسیم نہیں ہوئی تھی اور وہ مشترکہ طور پر کاروبار کر رہے تھے۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں دفعہ 34 کے تحت چار بھائیوں پر مشترکہ طور پر ایک تشخیص کی گئی، جس میں انہیں افراد کی انجمن کے طور پر مانا گیا بابت سال 43-1942۔ ان کے خلاف سالوں 41-1940، 42-1941 اور 44-1943 کے سلسلے میں اسی طرح کی تشخیص کی کارروائی کی گئی۔

دسمبر 1947 میں، مرکزی حکومت نے اس مخلصانہ یقین کے تحت کہ درخواست گزار کے بھائیوں نے جنگ کے دوران بہت زیادہ منافع کمایا تھا اور ٹیکس سے بچاؤ کیا تھا، ٹیکسشن آن انکم (انویسٹی گیشن کمیشن) ایکٹ، 1947 کی دفعہ 5(1) کے تحت انکم ٹیکس انویسٹی گیشن کمیشن کا پانچ حوالہ دیا۔ حوالہ نمبر 175 تمام بھائیوں کو افراد کی انجمن کے طور پر پیش کرتا ہے جبکہ دیگر چار حوالہ جات انفرادی طور پر بھائیوں سے متعلق ہیں۔ تفتیشی کمیشن کے سامنے کارروائی کے نتیجے میں، کمیشن نے 26 ستمبر 1952 کو مرکزی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی، جس میں تخمینہ لگایا گیا کہ بچ جانے والی آمدنی کی رقم 2.5 کروڑ روپے ہے۔ 1940-41 اور 1948-49 سالوں کے درمیان 16,79,203۔ اس رپورٹ کے مطابق مرکزی حکومت نے ٹیکس آن انکم (انویسٹی گیشن کمیشن) ایکٹ کی دفعہ 8(2) کے تحت ایک حکم جاری کیا جس میں ہدایت کی گئی کہ ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ اور اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، 1940 کے ساتھ ساتھ بزنس پرافٹ ٹیکس ایکٹ، 1947 کے تحت میسرس جام کھنڈی بروس

کے خلاف تشخیص کی کارروائی کی جائے۔ انویسٹی گیشن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق تشخیص سے بچ جانے والی آمدنی کا اندازہ لگانے یا اس کا از سر نو جائزہ لینے کے لیے افراد کی ایک انجمن کے طور پر۔ ان احکامات کے مطابق انکم ٹیکس افسر نے میسرس جام کھنڈی بروس کے خلاف کارروائی شروع کی۔ افراد کی انجمن کے طور پر۔ 30 نومبر 1953 کو انکم ٹیکس افسر نے انکم ٹیکس ایکٹ اور اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کے تحت درخواست گزار کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف تشخیصی احکامات جاری کیے تھے۔ اس کے بعد درخواست گزار کے خلاف انکم ٹیکس افسر کے ذریعے طے شدہ ٹیکس کی وصولی کے لیے کارروائی کی گئی اور ان کارروائیوں میں واجبات کی ادائیگی کے لیے ضلع بیلاگام میں درخواست گزار کی جائیدادوں کو منسلک کیا گیا اور اس کی تقریباً 12 پلاٹوں پر مشتمل جائیدادوں میں سے ایک کو بامبے لینڈ ریونیو کوڈ کی دفعات کے تحت عوامی نیلامی کے ذریعے فروخت کیا گیا۔

20 ستمبر 1954 کو موجودہ درخواست کو آئین کے آرٹیکل 32 کی دفعات کے تحت ترجیح دی گئی۔ یہ شاید اس تاثر کے تحت کیا گیا ہے کہ سورج مل موٹھا بمقابلہ اے وی وشونا تھ شاستری اور ایک (1) میں اس عدالت کا فیصلہ اس معاملے کے حقائق اور حالات پر بھی لاگو ہوتا ہے اور یہ کہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت کارروائی کر کے حتمی ہو چکے تشخیصی احکامات کے خلاف راحت حاصل کی جاسکتی ہے۔ عرضی میں الزام لگایا گیا کہ درخواست گزار کی جائیدادوں کی ضبطی اور فروخت غیر قانونی ہے اور آئین کے آرٹیکل 31(1) اور (f) 19 کے تحت درخواست گزار کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ یہ بھی الزام لگایا گیا کہ آئین کے نافذ ہونے کے بعد انکم ٹیکس انویسٹی گیشن کمیشن کے سامنے کارروائی آئین کے آرٹیکل 14 اور 20(3) کی خلاف ورزی کے طور پر غیر قانونی تھی اور سورج مل موٹھا بمقابلہ اے وی وشونا تھ شاستری اور انکم پر ٹیکس (انویسٹی گیشن کمیشن) ایکٹ، 1947 کے تحت ایک اور

(اوپر) کارروائی میں اس عدالت کے فیصلے کے پیش نظر امتیازی سلوک تھا اور مرکزی حکومت کی طرف سے دفعہ 5(1) کے تحت کیے گئے حوالہ جات مناسب درجہ بندی پر مبنی نہیں ہیں۔ درخواست کی گئی کہ یہ عدالت مینڈمس اور/یا سرٹیریری یا ایسی دیگر ہدایات کی نوعیت میں ایک رٹ جاری کرنے پر راضی ہو جو مرکزی حکومت کے حکم کے مطابق ٹیکس (انویٹی گیشن کمیشن) ایکٹ، 1947 کی دفعہ 8(2) کے تحت کیے گئے تشخیصی احکامات کو کالعدم قرار دینے کے لیے مناسب ہو، اور مدعا علیہان کو درخواست گزار کی جائیدادوں کے ساتھ کسی بھی طرح سے منسلک کرنے، فروخت کرنے یا مداخلت کرنے سے روکے۔

اوپر بیان کردہ حقائق سے یہ واضح ہے کہ جہاں تک تفتیشی کمیشن کا تعلق ہے، 1947 کے تنازعہ ایکٹ XXX کے تحت کی گئی کارروائی اس عدالت میں اس درخواست کو پیش کرنے سے دو سال سے زیادہ پہلے، ستمبر 1952 میں ختم ہوئی۔ خود انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت تشخیص کے احکامات نومبر 1953 میں درخواست گزار کے خلاف دیے گئے تھے۔ ان حالات میں ہماری رائے ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل 32 کی دفعات کے تحت کسی راحت کا حقدار نہیں ہے۔ اس عدالت نے راجلال بمقابلہ انکم ٹیکس آفیسر، مہندر گڑھ<sup>(1)</sup> میں فیصلہ دیا تھا کہ چونکہ آئین کے آرٹیکل 265 میں ایک خاص شق موجود ہے کہ قانون کے اختیار کے علاوہ کوئی ٹیکس عائد یا وصول نہیں کیا جائے گا، اس لیے آرٹیکل 31 کی شق (1) کو ٹیکس کے نفاذ یا وصولی کے علاوہ جائیداد سے محرومی سے متعلق سمجھا جانا چاہیے، اور چونکہ آرٹیکل 265 کے ذریعے دیا گیا حق آئین کے حصہ III کے ذریعے عطا کردہ حق نہیں ہے، اس لیے اسے آرٹیکل 32 کے تحت نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ اس فیصلے کے پیش نظر یہ فیصلہ دیا جانا چاہیے کہ آرٹیکل 32 کے تحت درخواست اس صورت حال میں قابل قبول نہیں ہے جو پیدا ہوئی

ہے اور یہ کہ بصورت دیگر پیدا ہونے والے مخصوص حالات میں بھی کسی بھی رٹ کے معاملے کی ہدایت کرنا منصفانہ اور مناسب نہیں ہوگا جس کا مسئلہ اس عدالت کے ساتھ صوابدیدی ہے۔ جب یہ موقف درخواست گزار کے ماہر وکیل مسٹر سین کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے بہت منصفانہ طور پر، اور ہماری رائے میں، صحیح طور پر تسلیم کیا کہ ان کے لیے اس موقف کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں تھا۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر یہ درخواست ناکام ہونے کی پابند ہے اور اسی کے مطابق اسے اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔